www.KitaboSunnat.com

الاستفتاء　　　　غازی عزیر

کیا حضورؐ کا خون اور بول و براز پاک تھا؟

عرض ایں کہ ہمارے مولوی صاحب نے ہم لوگوں کو ہفتہ وار درس کے دوران رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ عالیہ کے متعلق حدیث کے حوالہ سے چند ایسی باتیں بیان فرمائی ہیں، جو صرف مستشرقین ہی نہیں بلکہ مغرب کی مادی ترقی سے مرعوب ایک بڑے طبقہ کیلیے مخمصول کا باعث ہیں شلاً:

(۱) رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب و پاخانہ کو زمین فوراً اپنے اندر جذب کرلیتی تھی، نیز آپؐ کی یہ دونوں چیزیں پاک تھیں اور:

(۲) رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بھی پاک تھا کہ بعض صحابہؓ سے اس کا پینا ثابت ہے۔

محترمی! برائے کرم ان امور کی طرف بھی توجہ فرمائیں اور مذکورہ بالا قصص کی حقیقت سے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں،

جزاک اللہ: اُخوکم فی الدین (ڈاکٹر) محمود الحسن قریشی

۶ر جنوری ۱۹۸۹ء (ص ب: ۱۲۹۰۰، الریاض)

جواب: ا۔ بے شک بعض سیرت نگاروں نے اپنی تصانیف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ”بول و براز“ کی بابت یہ حکایت درج کی ہے کہ انہیں فوراً زمین نگل لیتی تھی، مثال کے طور پر امام ابن الجوزیؒ نے اپنی سیرت کی کتاب ”الوفاء باحوال المصطفیٰ“ میں ایک باب اس طرح مقرر فرمایا ہے: ”باب ثالث: زمین کا آپؐ کی نجاست کو نگل لینا۔“ اور اس باب کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تحت مندرجہ ذیل تین روایات درج فرماتی ہیں :

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنِّیْ أَرَاكَ تَدْخُلُ الْخَلَاءَ ثُمَّ یَجِیْءُ الَّذِیْ یَدْخُلُ بَعْدَكَ فَلَمْ یَرَلِمَا خَرَجَ مِنْكَ أَثَرًا ؟ فَقَالَ : یَا عَائِشَةُ أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ اللّٰہَ أَمَرَ الْأَرْضَ أَنْ تَبْتَلِعَ مَا خَرَجَ مِنَ الْأَنْبِیَاءِ [۱]

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا کرتی ہوں کہ آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں، پھر وہاں سے واپس آتے ہیں پھر جو شخص آپؐ کے بعد جاتا ہے وہ آپؐ کے فضلہ کا کوئی نشان تک نہیں پاتا۔ آپؐ نے فرمایا : اے عائشہ! کیا تم نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ وہ انبیاء کے خارج شدہ فضلہ کو نگل لے"۔

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ دَخَلْتُ عَلٰی أَثَرِہٖ فَلَا أَرٰی شَیْئًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ یَا عَائِشَةُ أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ أَجْسَادَنَا نَبَتَتْ عَلٰی أَرْوَاحِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَا خَرَجَ مِنَّا مِنْ شَیْءٍ إِلَّا ابْتَلَعَتْهُ الْأَرْضُ [۲]

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے بعد بیت الخلاء سے تشریف لاتے تو میں فوراً آپؐ کے بعد جاتی مگر مجھے وہاں کچھ بھی نظر نہ آتا۔ میں نے آپؐ نے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا : اے عائشہ کیا تم نہیں جانتیں کہ ہمارے اجسام اہل جنت کی ارواح پر بنائے گئے ہیں پس ہمارے جسم سے جو بھی نجاست خارج ہوتی ہے اُسے زمین نگل لیتی ہے"۔

[۱] الوفاء بأحوال المصطفٰی لابن الجوزیؒ ج ۲ ص ۴۸۸، طبع المکتبة النوریة الرضویة لائلپور ۱۹۷۷ء [۲] ایضاً ج ۲ ص ۴۸۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور روایت میں یہی بات حضرت ابن عباسؓ سے اس طرح مروی ہے

قَالَ لَمْ يُحْدِثْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَوْضِعٍ قَطُّ إِلَّا ابْتَلَعَتْهُ الْأَرْضُ [۳]

شیخ یوسف بن اسمٰعیل النبهانی "الأنوار المحمدیة من المواهب اللدنیة میں فرماتے ہیں:

"قاضی عیاضؒ کی نسبت سے ساتھ وارد ہے کہ جب آں صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین شق ہو جایا کرتی اور آپ کے بول و براز کو نگل لیا کرتی تھی۔ الخ" [۴]

اور مولانا ابو سلمہ شفیع احمد صاحب (سابق استاذ مدرسہ عالیہ کلکتہ) کے صاحبزادہ مولانا طلحہ بن ابو سلمہ ندوی نے اپنے والد کی معاونت سے ترتیب دی گئی "مختصر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم لامام ابن قتیبہ الدینوریؒ (مترجم)" کے اوائل میں "رسول اکرم صلی اللہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کس لیے کیا جائے" کے زیر عنوان اوّل الذکر حدیث بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"انسانی فضلات میں اس کے بول و براز کا درجہ سب سے گرا ہوا ہے مگر اس میں بھی انسانی غذا اور اس کی جسمانی صحت کے فرق سے کیفیات کا بلکہ مقدار کا بھی بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی اس بشری صنف سے مستثنیٰ نہیں ہوتے مگر چونکہ اُن کے جسمانی خواص عام انسانوں سے کہیں بالاتر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کے جسم اور جسم کا پسینہ خوشبودار ہونا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے...... اس لیے ہو سکتا ہے کہ ان کے یہ فضلات بھی بعض احکام میں عام انسانوں سے ممتاز ہوں۔ حدیثِ مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فضلات کو زمین فوراً جذب کر لیتی تھی۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام اس عالم میں اہل جنت کے خواص رکھتے ہیں۔ اس لیے اگر کہیں غذا کی مادیت حائل نہ ہو جاتی تو یہ بھی ممکن تھا کہ

---

۳ ایضاً ج ۲ ص ۲۸۹ ۴ الأنوار المحمدیة من المواهب اللدنیة للنبهانی طبع مکتبہ ایشیق ترکی ۱۹۷۷ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ جنت کی طرح آپؐ کی غذاؤں کا فضلہ بھی محض پسینہ کی راہ سے خارج ہو جاتا۔ آپؐ کے بول و براز کو چونکہ محدثین نقل کرتے ہیں اس لیے اس کو مان لینا آپؐ کی محبت کا تقاضا ہونا چاہیے۔ اس کا بلند آہنگی سے انکار آپؐ کی محدثیت کا ثبوت تو نہیں مگر آپؐ کی بے نمکی کا ثبوت ضرور ہے[5]۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں بیان کی جانے والی تمام روایات قطعاً غیر صحیح اور ناقابلِ اعتبار بلکہ "موضوع" ہیں۔ ذیل میں ہم ان تمام روایات کا علمی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

اول الذکر روایت کو امام دارقطنیؒ نے بطریق "مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْبَاهِلِيِّ النعمانی قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بِهِ" روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں اس میں محمد بن حسان کا تفرد ہے[6]۔ اس روایت کو امام ذہبیؒ نے مِيزَانُ الْاِعْتِدَالِ فِي نَقْدِ الرِّجَالِ[7] میں اور امام ابن الجوزیؒ نے اپنی مشہور کتاب العلل المتناهية فی الأحاديث الواهية[8] میں بھی وارد کیا اور "غیر صحیح" قرار دیا ہے۔ استاذ مصطفیٰ عبد الواحد (محقق "الوفا باحوال المصطفیٰ") فرماتے ہیں: "اس حدیث کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی ایسی کوئی دلیل کہ جو اس پر کان دھرنے کی متقاضی ہو[9]"۔ اس طریق کے مجروح راوی محمد بن حسان کے متعلق امام ابو حاتم الرازیؒ کا قول ہے کہ "وہ کذاب تھا"۔ امام ابن الجوزیؒ[10]، امام ذہبیؒ[11] اور علامہ ابن عراق الکنانیؒ[12] نے بھی امام ابو حاتمؒ کے قول کی توقیر فرمائی ہے۔

ثانی الذکر روایت کو خطیب بغدادیؒ نے اپنی "تاریخ بغداد[13]" میں امام ابن جابرؒ

---

۵ مختصر سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن قتیبہ الدینوریؒ (مترجم) ص ۴۸-۴۹ طبع ادارہ ترجمہ و تالیف کلکتہ

۶ الافراد للدارقطنیؒ ج ۱۲ ۔ ۷ میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۳ ص ۵۱۲ طبع دار المعرفۃ: بیروت

۸ العلل المتناهية فی الأحاديث الواهية لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۱۸۲ طبع ادارہ ترجمان السنۃ لاہور

۹ حاشیہ بر الوفا باحوال المصطفیٰ ج ۲ ص ۲۸۷ ۔ ۱۰ العلل المتناهية فی الأحاديث الواهية لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۸۳ ۔ ۱۱ میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۳ ص ۵۱۲ ۔ ۱۲ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانیؒ ج ۱ ص ۱۰۳ طبع دار الکتب العلمیۃ: بیروت ۱۹۸۱ء

۱۳ تاریخ بغداد للخطیب البغدادیؒ ج ۸ ص ۶۲ طبع بیروت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے "کتاب المجروحین"[۱۴] میں، امام سیوطیؒ نے "الخصائص الکبریٰ"[۱۵] میں امام ذہبیؒ نے "میزان الاعتدال"[۱۶] میں اور امام ابن الجوزیؒ نے "العلل المتناہیۃ فی الأحادیث الواہیۃ"[۱۷] میں بطریق: "حسین بن علوان قال نا ہشام بن عروۃ عن أبیہ عن عائشۃ قالت بہ" وارد کیا ہے۔ اس روایت کے متعلق امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: "یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اس طریق میں حسین بن علوان ہے[۱۸] الخ۔ ابن حبانؒ نے حسین بن علوان کی چند احادیث (جن میں سے ایک زیرِ مطالعہ روایت بھی ہے) بیان کرنے کے بعد ذکر کیا ہے کہ "ان تمام احادیث کی کوئی اصل نہیں ہے کیونکہ یہ تمام موضوع ہیں[۱۹] الخ" امام بیہقیؒ نے "دلائل النبوۃ" میں تحریر فرمایا ہے۔ "یہ روایت حسین کی موضوعات میں سے ہے جس کے ذکر کرنے کی کوئی حاجت نہیں، آپؐ کے معجزات کی صحیح اور مشہور احادیث ابن علوان کے اس کذب سے مستغنی کرنے کے لیے کافی ہیں[۲۰]" اور استاذ مصطفیٰ عبدالواحد فرماتے ہیں: "یہ حدیث صحت سے بہت بعید، بدیہات عقل اور کتاب وسنت کے حقائق سے متناقض ہے[۲۱]"۔

اس کی اسناد میں موجود مجروح راوی "حسین بن علوان" کے متعلق امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ "کذاب ہے"۔ امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: یحییٰ کا قول ہے کذاب ہے علی بن المدینیؒ نے اس کی بہت زیادہ تضعیف کی ہے، امام نسائیؒ، امام ابوحاتم الرازیؒ اور امام دارقطنیؒ نے اُسے متروک الحدیث بتایا ہے۔ ابوالفتح الازدیؒ فرماتے ہیں کہ کذاب خبیث ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی۔ ابن عدیؒ کا قول ہے "حدیث گھڑتا ہے"۔ امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں: "ثقات میں سے ہشام بن عروہ وغیرہ سے منسوب کرکے جھوٹی روایات گھڑا کرتا ہے۔ اس کی حدیث لکھنا جائز نہیں ہے۔ اِلّا یہ کہ اس پر حیرت کا

۱۴؎ کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۱ ص ۲۴۵ - ۲۴۶ طبع دار الباز مکۃ المکرمۃ

۱۵؎ الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ۱ ص ۱۵ طبع دار الکتب الحدیثیۃ ۱۳۸۶ھ

۱۶؎ میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱ ص ۵۴۳ ۱۷؎ العلل المتناہیۃ فی الأحادیث الواہیۃ لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۸۲۔ ۱۸؎ ایضاً ج ۱ ص ۱۸۲-۱۸۳ ۱۹؎ کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۱ ص ۲۴۶

۲۰؎ دلائل النبوۃ للبیہقی بحوالہ شرح الشفاء للقاریؒ ج ۱ ص ۳۶ طبع دار الفکر بیروت

۲۱؎ حاشیہ بوالوفاء باحوال المصطفیٰ ج ۲ ص ۴۸۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار کرنا مقصود ہو امام احمد بن حنبلؒ نے اس کی تکذیب فرمائی ہے۔ امام عقیلیؒ نے اس کا شمار "الضعفاء الکبیر" میں کیا ہے۔ علامہ طاہر پٹنیؒ نے اسے "وضاع" قرار دیا ہے۔ علامہ برہان الدین حلبیؒ، علامہ ابن عراق الکنانیؒ، علامہ ذہبیؒ اور علامہ ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ نے بھی حسین بن علوان کو "وضاع" اور "کذاب" بتایا ہے۔

حسین بن علوان کے تفصیلی ترجمہ کے لیے: "الضعفاء والمتروکون" للدارقطنیؒ[22] "تاریخ یحییٰ بن معینؒ"[23]، "العلل" لابن حنبلؒ[24]، "الضعفاء الکبیر"[25] للعقیلیؒ "الجرح والتعدیل" لابن ابی حاتمؒ[26]، "کتاب المجروحین" لابن حبانؒ[27] "الکامل فی الضعفاء" لابن عدیؒ[28]، "میزان الاعتدال"[29] للذہبیؒ، "لسان المیزان"[30] لابن حجرؒ، "الضعفاء والمتروکون"[31] لابن الجوزیؒ، "کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث"[32] للحلبی، "قانون الموضوعات[33] والضعفاء" للفتنیؒ، تنزیہ الشریعۃ لابن عراق الکنانیؒ[34]، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد"[35] للہیثمیؒ، "تذکرۃ الموضوعات"[36] للمقدسیؒ اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ[37] للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

ثالث الذکر روایت کی تخریج امام ابو نعیمؒ نے "اخبار اصبہان"[38] میں کی ہے لیکن اس کی اسناد میں "مجاہیل" موجود ہیں، پس معلوم ہوا کہ باتفاق علماء

۲۲ھ "الضعفاء والمتروکون" للدارقطنیؒ ترجمہ ص۱۹۲، ۲۳ھ "تاریخ یحییٰ بن معین" ج۲ ص۳۸۲، ۲۴ھ "العلل" لابن حنبلؒ ج۱ ص۲۲۶ ۲۵ھ "الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج۱ ص۲۵۱ ۲۶ھ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج۱ ص۶۱، ۲۷ھ کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج۱ ص۲۴۴-۲۴۶، ۲۸ھ الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج۲ ص۲۹، ۲۹ھ "میزان الاعتدال" للذہبیؒ ج۱ ص۵۴۲ ۳۰ھ لسان المیزان لابن حجرؒ ج۲ ص۲۹۹ ۳۱ھ "الضعفاء والمتروکون" لابن الجوزیؒ ج۱ ص۲۱۵، ۳۲ھ کشف الحثیث للحلبی ص۱۵۱، ۱۵۲، ۳۳ھ قانون الموضوعات والضعفاء للفتنیؒ ص۲۵۰ ۳۴ھ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانیؒ ج۱ ص۵۳ ۳۵ھ مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج۱۰ ص۹۰، ۳۶ھ تذکرۃ الموضوعات للمقدسیؒ ص۱۱ ۳۷ھ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج۱ ص۲۵۲، ۲۵۴، ج۲ ص۱۶۲، ج۳ ص۲۶۵ ۳۸ھ اخبار اصبہان لابی نعیمؒ ج۱ ص۱۲۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثین اس بارے میں کوئی صحیح اور قابلِ اعتماد چیز وارد نہیں ہے : وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۔

جہاں تک علامہ قسطلانیؒ ، علامہ زرقانیؒ ، قاضی عیاضؒ ، ابن حجر مکیؒ اور شیخ یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ وغیرہ کا اپنی تصانیف میں اس قبیل کی حکایات ذکر کرنے کا تعلق ہے تو یہ حضرات علماء کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو احادیث کو اپنی تصانیف میں جا بجا استعمال تو کرتے ہیں لیکن بیشتر اوقات صحیح وسقیم کے درمیان تمیز نہیں کرتے ، یہی وجہ ہے کہ ان تمام حضرات کی تصانیف میں بے شمار ضعیف ومنکر روایات نظر آتی ہیں ۔ ہمیں ان حضرات سے تو نہیں البتہ امام ابن الجوزیؒ سے شکایت ضرور ہے جو خود ایک بلند پایہ محدث اور احادیث پر موضوع کا حکم لگانے کے لیے انتہائی عجلت پسند مشہور ہیں اور پھر "الوفاء باحوال المصطفیٰ" کے مقدمہ میں آں رحمہ اللہ نے یہ بلند وبالا دعویٰ بھی فرمایا ہے ، " وَلَا اُخَلِّطُ بِالْكَذِبِ كَمَا يَفْعَلُ مَنْ يَقْصِدُ تَكْثِيْرَ رِوَايَتِهٖ "[لله] مگر افسوس کہ ان تمام چیزوں کے باوجود کتاب میں مذکورہ یا اس جیسی بعض قطعی بے اصل اور موضوع روایات تک درج کی گئی ہیں اور انہیں بلا تنقید ہی چھوڑ دیا گیا ہے فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ بہت ممکن ہے اس تساہل کی وجہ ان روایات کے کوائف سے عدم واقفیت کے بجائے یہ ہو کہ آں رحمہ اللہ "الوفاء باحوال المصطفیٰ" کی ترتیب وتسوید کے دوران اصحاب سیر کے اس مشہور اصول سے مکمل طور پر اپنے قلم کو آزاد نہ کر پائے ہوں جو حافظ عراقیؒ کے الفاظ میں اس طرح منقول ہے :-

وَلْيَعْلَمِ الطَّالِبُ اَنَّ السِّيَرَ
تَجْمَعُ مَا قَدْ صَحَّ وَمَا قَدْ اُنْكِرَ

(ترجمہ : طالب علم کو جان لینا چاہیے کہ سیرت کی کتب میں صحیح اور منکر ہر طرح کی روایات جمع کی جاتی ہیں) [لله]

اصحاب سیر کے اسی مشہور اصول کی بابت علامہ شیخ علی بن برہان الدین حلبیؒ

لله مقدمۃ الوفاء باحوال المصطفیٰ لابن الجوزی ج ۱ ص ۱

لله انسان العیون فی سیرۃ الأمین المأمون للحلبیؒ ج ۱ ص ۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رقمطراز ہیں :

" یہ امر مخفی نہیں ہے کہ سیرت کی کتب میں صحیح وسقیم، ضعیف و مرسل، منقطع، معضل اور غیر موضوع وغیرہ ہر طرح کی روایات جمع کی جاتی ہیں[۴۰] "

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ " الرد علی البکری " میں تحریر فرماتے ہیں :

" سیر و اخبار اور قصص الانبیاء کے جمہور مصنف صحیح وضعیف اور غث و ثمین کے درمیان تمیز نہیں کرتے[۴۱] "

شیخ محمد بن سید الناس نے " عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر[۴۲] " میں اور بعض دوسرے محققین نے اپنی تصانیف میں اس اصول کا ذکر بصراحت کیا ہے۔ امام ابن الجوزیؒ کے ان روایات کے کوائف سے بخوبی واقف ہونے کی بابت اوپر ہم نے جو اشارہ کیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ پہلی دونوں روایتوں کو آں رحمہ اللہ نے خود اپنی دوسری مشہور کتاب " العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ " میں مکمل سند اور متن کے ساتھ وارد کیا اور انہیں " غیر صحیح " قرار دیا ہے۔

اس سوال کے دوسرے حصہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز کی طہارت) کے متعلق تفصیلی جواب ان شاء اللہ آگے پیش کیا جائے گا۔ البتہ بخوفِ طوالت مولانا طلحہ بن ابوسلمہ ندوی صاحب کے اقتباس پر نقد و تبصرہ سے قصداً گریز کیا گیا ہے۔

۲۔ محدثین و اصحابِ سیر میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب و فضائل کے ضمن میں آپؐ کے خون کی طہارت کی بابت کوئی صحیح وصریح روایت نقل نہیں کی ہے۔ البتہ کچھ سیرت نگاروں اور قصہ گو حضرات نے بعض صحابہؓ کے متعلق ایسی روایات بیان کی ہیں، جن میں ان کا خارج شدہ خونِ نبویؐ پینا مذکور ہے۔ مثال کے طور پر شیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی " الانوار المحمدیۃ[۴۳] " میں بیان کرتے ہیں :

---

[۴۰] انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون للحلبیؒ ج ۱ ص ۲

[۴۱] الرد علی البکری لابن تیمیہؒ ص ۱۵ طبع سلفیہ ۱۳۴۶ھ

[۴۲] عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر لابن سید الناسؒ ج ۱ ص ۳-۲ طبع مکتبۃ القدس ۱۳۵۶ھ

[۴۳] الانوار المحمدیۃ من المواہب اللدنیۃ للنبہانی ج ۱ ص ۲۱۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ حَجَمَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غُلَامٌ لِبَعْضِ قُرَیْشٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ حِجَامَتِهٖ اَخَذَ الدَّمَ فَذَهَبَ بِهٖ مِنْ وَّرَآءِ الْحَائِطِ فَنَظَرَ یَمِیْنًا وَّ شِمَالًا فَلَمْ یَرَ اَحَدًا فَحَسَی دَمَهٗ حَتّٰی فَرَغَ ثُمَّ اَقْبَلَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَیْحَكَ مَا صَنَعْتَ بِالدَّمِ؟ قَالَ غَیَّبْتُهٗ مِنْ وَّرَآءِ الْحَائِطِ قَالَ اَیْنَ غَیَّبْتَهٗ؟ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ نَفِسْتُ عَلٰی دَمِكَ اَنْ اُهْرِیْقَهٗ فِی الْاَرْضِ فَهُوَ فِیْ بَطْنِیْ فَقَالَ اِذْهَبْ فَقَدْ اَحْرَزْتَ نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ ”[۳۲]

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قریش کے کسی لڑکے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگیاں لگائیں اور فراغت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خون لے کر دیوار کے پیچھے چلا گیا۔ اول اس نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے۔ جب اُسے اطمینان ہو گیا کہ کوئی دیکھنے والا نہیں ہے تو وہ خون پی گیا۔ پھر وہ واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس پر پڑی۔ آپؐ نے فرمایا: افسوس تجھ پر، تو نے خون کا کیا کیا؟ اس نے جواب دیا میں نے دیوار کے پیچھے غائب کر دیا۔ آپؐ نے سوال کیا کہاں غائب کر دیا؟ اس نے عرض کیا میں نے آپؐ کا خون زمین پر گرانے سے بہتر یہ سمجھا کہ اُسے پی لوں لہٰذا اب وہ میرے پیٹ میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا جا، تو نے اپنے آپ کو (جہنم کی) آگ سے محفوظ کر لیا۔“

اور مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب مرحوم (سابق شیخ الحدیث، مظاہر العلوم سہارنپور) اپنی کتاب ”تبلیغی نصاب“ (حکایاتِ صحابہ باب ۱۲ دوازدہم) میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا خون پینا

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سینگیاں لگوائیں اور جو خون نکلا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دیا کہ اس کو کہیں دبا دیں۔ وہ گئے اور عرض کیا کہ دبا دیا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہاں؟ عرض کیا میں نے پی لیا۔ حضور نے فرمایا کہ جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی مگر تیرے لیے بھی لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو تجھ سے"[۴۴]

حضرت مالک بن سنانؓ کا خون پینا

اُحد کی لڑائی میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور یا سر مبارک میں خود کے دو حلقے گھس گئے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑے آئے۔ آگے بڑھے اور دوسری جانب سے حضرت ابوعبیدہؓ دوڑے اور آگے بڑھ کر خود کے حلقے دانت سے کھینچنے شروع کئے۔ ایک حلقہ نکالا جس سے ایک دانت حضرت ابوعبیدہؓ کا ٹوٹ گیا۔ اس کی پرواہ نہ کی، دوسرا حلقہ کھینچا جس سے دوسرا دانت بھی ٹوٹا لیکن حلقہ وہ بھی کھینچ ہی لیا۔ ان حلقوں کے نکلنے سے حضورؐ کے پاک جسم سے خون نکلنے لگا تو حضرت ابوسعید خُدریؓ کے والد ماجد مالک بن سنانؓ نے اپنے لبوں سے اس خون کو چوس لیا اور نگل لیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: کہ جس کے خون میں میرا خون ملا ہے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔"[۴۵]

مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب مرحوم مذکورہ بالا دونوں حکایتوں کے وسط "ف" یعنی "فائدہ" کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

"حضورؐ کے فضلات، پاخانہ، پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں اس لیے اس میں اشکال نہیں۔ الخ "[۴۶]

ایک دینی جمعت کے سربراہ اور ایک دینی درسگاہ کے "شیخ الحدیث" کہلانے والے عالم دین کے بیان کردہ اس چونکا دینے والے "فائدہ" اور حضرت ابن زبیر و مالک بن سنان رضی اللہ عنہما کے خون نبوی پینے والی دونوں حکایتوں پر تبصرہ ان شاء اللہ آگے پیش کیا جائے گا۔ فی الحال اس باب کی ایک روایت ملاحظہ

---

[۴۴] تبلیغی نصاب للزکریا ص۱۹۶، طبع مکتبہ امدادیہ ملتان (بحوالہ خمیس) [۴۵] ایضاً ص۱۹۷ (بحوالہ قرۃ العیون) [۴۶] ایضاً ص۱۹۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائیں :

عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ اِحْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِي دَمَهٗ فَقَالَ اذْهَبْ فَوَارِهٖ فَذَهَبْتُ فَشَرِبْتُهٗ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ بِهٖ؟ قُلْتُ وَارَيْتُهٗ اَوْ قُلْتُ شَرِبْتُهٗ، قَالَ احْتَرَزْتَ مِنَ النَّارِ؟ [47]	حضرت ابراہیم اپنے والد عمر اور وہ ان کے دادا سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگیاں لگوائیں پھر اپنا خون مجھے عطا کیا اور فرمایا جا اور اسے مٹی میں چھپا دے۔ میں وہ خون لے کر گیا اور اسے پی لیا۔ جب میں واپس حاضر ہوا تو آپؐ نے سوال فرمایا: اس خون کا کیا کیا؟ میں نے جواب دیا کہ اسے چھپا دیا یا یہ کہا کہ پی لیا۔ آپؐ نے فرمایا "تو نے خود کو (جہنم کی) آگ سے محفوظ کر لیا۔"

اب ان تمام روایات کا علمی تجزیہ پیش خدمت ہے، حضرت ابن عباسؓ والی روایت کو امام ابن حبانؒ نے اپنی کتاب "المجروحین" [48] میں اور امام ابن الجوزیؒ نے "العلل المتناہیۃ فی الأحادیث الواہیۃ" [49] میں بطریق: "السجستانی قال نا شیبان بن فروخ قال نا نافع ابو ھرمز عن عطاء عن ابن عباس بہا" وارد کیا۔ اور غیر صحیح بتایا ہے۔ اس طریق کا مجروح راوی "نافع بن عبد الواحد ابو ہرمز السلمی البصری" ہے جو حضرات انس و عطاء سے روایت کیا کرتا ہے۔ امام دارقطنیؒ نے ابو ہرمز کا ذکر اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکون" میں کیا ہے۔ امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں:

"امام احمد بن حنبلؒ اور ابو زرعہؒ نے اسے ضعیف الحدیث بتایا ہے یحییٰ کا قول ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے، ایک دوسرا قول ہے کہ وہ

---

[47] کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۱ ص ۱۱۱ و میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱ ص ۳۰۶

[48] کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۳ ص ۵۹

[49] العلل المتناہیۃ فی الأحادیث الواہیۃ لابن الجوزیؒ ج ۱ ص ۱۸۰-۱۸۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقہ نہیں بلکہ کذاب ہے، آپؒ کا ہی ایک اور قول ہے کہ اس کی حدیث لکھی نہیں جاتی۔ امام نسائیؒ کا قول بھی یہی ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں: متروک ذاہب الحدیث ہے۔"

محمد بن عثمان بن ابی شیبہؒ بیان کرتے ہیں:

"میں نے شیخ علی بن المدینیؒ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابو ہرمز وہ شخص ہے جو حضرت انسؓ سے روایت کرتا ہے مگر ضعیف بلکہ کچھ بھی نہیں ہے۔"

امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں:

"یہ وہ راوی ہے جو حضرت انسؓ سے ایسی چیزیں روایت کرتا ہے جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتیں مجھے علم نہیں ہے کہ اس کا حضرت انسؓ سے سماع ہو۔ لہٰذا اس کے ساتھ احتجاج درست نہیں ہے اور نہ ہی اس کی حدیث کی طرف کتابۃ الاعلی سبیل الاعتبار۔

علامہ عقیلیؒ نے ابو ہرمز کا شمار "الضعفاء الکبیر" میں کیا ہے اور فرماتے ہیں:

"وہ ایسی روایات بیان کرتا ہے جنہیں کوئی اور بیان نہیں کیا کرتا۔"

امام ہیثمیؒ فرماتے ہیں:

"ابو ہرمز کے ضعف پر تمام ائمہ جرح وتعدیل کا اجماع ہے۔"

بعض دوسرے مقامات پر آں رحمہ اللہ نے اسے "ضعیف جداً" اور "متروک" بھی لکھا ہے۔ علامہ ابن عراق الکنانیؒ اور علامہ طاہر فتنیؒ نے بھی ابو ہرمز کو "متروک کذاب" قرار دیا ہے۔

نافع بن ہرمز کے تفصیلی ترجمہ کے لیے "الضعفاء والمتروکون" للدارقطنیؒ ترجمہ ۵۴۹، "تاریخ یحییٰ بن معینؒ" ج ۲ ص ۱۲۲، ۱۸۰، سوالات محمد بن عثمانؒ ص ۱۲۲، "الضعفاء الکبیر" للعقیلیؒ ج ۴ ص ۲۸۶-۲۸۷، "الجرح والتعدیل" لابن ابی حاتمؒ ج ۴ ص ۴۵۵، "کتاب المجروحین" لابن حبانؒ ج ۳ ص ۵۰-۵۹، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ ج ۷، ترجمہ ۲۵۱۳، "میزان الاعتدال" للذہبی ج ۴ ص ۲۴۳، "لسان المیزان" لابن حجرؒ ج ۶ ص ۱۳۶، "الضعفاء والمتروکون" لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۱۵۶، الکنی للدولابی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج ۲ ص ۱۵۰، "المغنی فی الضعفاء" للذہبی ج ۲ ص ۶۹۳، "قانون الموضوعات والضعفاء" للفتنیؒ ص ۳، "تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ" لابن عراقؒ ج ۱ ص ۱۲۱، "مجمع الزوائد" ہیثمی ج ۱ ص ۲۲۲، ۲۸۲، ج ۳ ص ۳، ۳۵، ج ۱۰ ص ۱۱۱، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۲۵، ج ۳ ص ۴۶۹ ۔ کی طرف رجوع فرمائیں۔

مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب مرحوم کی بیان کردہ دونوں حکایتوں کو شیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی نے بھی "الأنوار المحمدیۃ من المواہب اللدنیہ"[۶۶] میں قدرے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ دونوں حکایتوں کا مکمل طریق اسناد کہیں نہ مل سکا۔ مگر ان کے بے اصل ہونے کی متعدد وجوہ ہیں جو روزِ روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ ذیل میں ہم ان وجوہ کو چند سوالات کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ اگر بالفرض درست مانا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو خون دے کر اسے کہیں دبانے (دفن کرنے) کی ہدایت فرمائی تھی مگر حضرت عبداللہ نے حکمِ نبویؐ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسے نوش فرما لیا تھا تو کیا اس مفروضہ سے ایک عظیم اور جلیل القدر صحابی رسول کی شانِ صحابیت مجروح نہیں ہوتی؟ العیاذ باللہ

۲۔ کیا حضرت عبداللہ بن زبیر یا مالک بن سنان رضی اللہ عنہما کو اتنا بھی علم نہ تھا کہ بہتے ہوئے خون (دمًا مسفوحًا[۶۷]) کی حرمت قرآنِ کریم میں مذکور ہے؟ اگر آں رضی اللہ عنہما کو یہ بات معلوم تھی تو کیا ان جیسے بلند پایہ صحابیوں سے بالقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی صریح نافرمانی کی توقع کی جا سکتی ہے؟

۳۔ شیخ نبہانی کے بیان کردہ مالک بن سنانؓ کے واقعہ میں مذکور ہے کہ جب حضرت ابوسعید الخدریؓ کے والد ماجد حضرت مالک بن سنانؓ نے آپؐ کے زخموں کو چوس کر صاف کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خون تھوک دینے کا حکم دیا تھا مگر انہوں نے کہا کہ "نہیں، قسم خدا کی میں اس کو ہرگز نہیں تھوکوں گا۔"

[۶۶] الأنوار المحمدیۃ من المواہب اللدنیۃ للنبہانی ص ۲۱۵ - ۲۱۹

[۶۷] (سورۃ الأنعام: ۱۴۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر کار اس خون کو نگل لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے تو اسے دیکھ لے اور پھر ان کے جنتی ہونے کی شہادت دی۔" کیا اس واقعہ پر غور کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نعوذ باللہ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ اس قدر خود سر تھے کہ انہیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی ذرہ برابر پرواہ نہ تھی؟

۴۔ اگر بفرض محال ایسا ہوا بھی ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ خود جس چیز کو حرام قرار دے اسی کو نوش جان کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جہنم سے نجات کا پروانہ عطا فرمائیں یا ان کے جنتی ہونے کی شہادت دیں؟

۵۔ اگر بالفرض ان حکایات کو درست مان لیا جائے تو آں صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی درست ہوگا کہ "جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی" اور "جس کے خون میں میرا خون ملا ہے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔" یا "تو نے اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا"۔ ظاہر ہے کہ کوئی ایسا بدنصیب نہ ہوگا جو جہنم سے نجات کی خواہش نہ رکھتا ہو بلکہ صحابہ کرامؓ تو اس کے بدرجہا متمنی اور شدت کے ساتھ آرزو مند تھے پھر آخر آں صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشادات سن کر ان میں سے ہر ایک آپؐ کے لہو کا پیاسا کیوں نہ بن گیا؟

اصلاً یہ تمام روایات در پردہ صحابہ کرامؓ کی دشمنی پر مبنی بلکہ ان پر تبرا ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ نعوذ باللہ صحابہ کرام قرآن پر عمل پیرا نہ تھے بلکہ اس کی مخالفت کرنا ہی ان کا شیوہ اور حکم نبویؐ کی نافرمانی ان کا منہج عمل تھا۔

اس سلسلے کی آخری روایت پر بھی تھوڑی سی توجہ فرمالیں۔ اس کو امام دارقطنیؒ نے بطریق: "أبی حاتم ابن حبان قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْحَامِدِ ابْنُ الشَّرْقِيِّ قَالَ نَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ نَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِيْنَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ بِهٖ" روایت کیا ہے۔ امام ابن حبانؒ نے کتاب المجروحین[۶۸] میں امام ذہبیؒ نے میزان الاعتدال[۶۹] ...

۶۸۔ کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۱ ص ۱۱۱ ۶۹۔ میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱، ص ۳۰۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور امام ابن الجوزی نے "العلل المتناہیۃ فی الأحادیث الواہیۃ" میں اس روایت کو وارد کیا اور "غیر صحیح" قرار دیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: اس روایت کو ابن ابی ... نے بھی نقل کیا ہے۔ لیکن آں رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایت کے الفاظ قدرے ...ف یعنی اس طرح ہیں:

اِحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيْ خُذْ هٰذَا الدَّمَ فَادْفِنْهُ فَشَرِبْتُهٗ ثُمَّ سَأَلَنِيْ فَأَخْبَرْتُهٗ فَضَحِكَ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگیاں لگوائیں پھر مجھ سے فرمایا: اس خون کو لو اور اس کو دفن کر دو، میں نے اس کو پی لیا پھر جب آپؐ نے اس کی بابت مجھ سے دریافت فرمایا تو میں نے ان کو باخبر کیا اس پر آں صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔"

اسی طرح کا مجروح راوی "ابراہیم بن عمر بن سفینہ" ہے جو "بُرَیْہ" کے نام سے بھی مشہور ہے۔ امام دارقطنیؒ نے اس کو اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکون" میں شمار کیا ہے اور فرماتے ہیں: "اس کے باپ کا ذکر فقط اس کی ہی بیان کردہ روایات میں نظر آتا ہے۔ اس سے ابن ابی فدیک، ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن مہدی اور اہل بصرہ روایت کرتے ہیں۔" امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "مستور ہے اور طبقہ سابعہ سے تعلق رکھتا ہے۔ سنن ابی داؤدؒ و ترمذیؒ میں اس کی روایات موجود ہیں۔" امام ذہبیؒ بیان کرتے ہیں: "امام بخاریؒ کا قول ہے کہ اس کی سند مجہول ہے۔ ابن عدیؒ کا بیان ہے کہ یہ ایسی نرالی روایات بیان کرتا ہے جنہیں کوئی اور بیان نہیں کرتا۔ امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں: "روایات میں ثقات کی مخالفت کرتا ہے اور اپنے والد کے واسطہ سے ایسی روایات بیان کرتا ہے۔ جن کی اثبات کی روایات سے کوئی متابعت نہیں ہوتی۔ پس اس کی خبر کے ساتھ کسی حال میں احتجاج درست نہیں ہے۔" علامہ ہیثمیؒ نے بھی بُرَیْہ کو مجمع الزوائد میں "ضعیف" قرار دیا ہے۔

ابراہیم بن عمر بن سفینہ کے تفصیلی ترجمہ اور اس کے متعلق آئمہ جرح و تعدیل کے مذکورہ بالا اقوال کے لیے "الضعفاء والمتروکون للدارقطنیؒ ترجمہ ۱۲، التاریخ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکبیر" للبخاری ج ۲ ص۴۹، "الجرح والتعدیل" لابن ابی حاتم ج ۱ ص ۱۱۵/۲۳۸ "کتاب المجروحین" لابن حبان ج ۱ ص ۱۱، "الکامل فی الضعفاء" لابن عدی ج ۲ ص ۴۹۶، "میزان الاعتدال" للذھبی ج ۱ ص ۵۰۱، "تھذیب التھذیب" لابن حجر ج ۱ ص ۴۳۲، "تقریب التھذیب لابن حجر ج ۱، ص ۴۰۰ - "الاکمال لابن ماکولا" ج ۱ ص ۲۳۱ - "التبصیر" لابن حجر المشتبہ ص ۱۰۱ - "الضعفاء والمتروکون" لابن الجوزی ج ۱ ص ۴۴ - "مجمع الزوائد للھیثمی ج ۵ ص ۲۵۶ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

خلاصہ تحقیق یہ کہ اس بارے میں بیان کی جانے والی تمام روایات بھی عقلاً و نقلاً ہر اعتبار سے قطعاً بے اصل اور ناقابلِ یقین ہیں، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ جہاں تک مولانا محمد زکریا کاندھلوی مرحوم صاحب کے حضرات عبداللہ بن زبیر اور مالک بن سنان رضی اللہ عنہما کی منقولہ حکایتوں سے اخذ کئے گئے "فائدہ" کا تعلق ہے تو وہ بھی قطعاً لغو اور بے بنیاد ہے کیونکہ احادیثِ صحیحہ وثابتہ سے قطعی طور پر معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے بعد وضو فرمایا کرتے تھے۔ اگر یہ امر محقق ہے اور واقعی محقق ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات نجس اور ناقض وضو نہ تھے تو آخر آپؐ کو رفع حاجت کے بعد وضو کی کیا حاجت تھی؟ پھر "فائدہ" میں "پیشاب، پاخانہ" کو "خون" پر از خود قیاس بھی کر لیا گیا ہے حالانکہ مذکورہ دونوں حکایتوں میں آں صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب و پاخانہ کے نوشِ جان فرمانے کا ذکر نہ صراحتہً مذکور ہے نہ کنایتہً۔ اگر مولانا مرحوم نے از خود قیاس نہیں کیا ہے تو یقیناً اپنے بزرگوں میں سے کسی سے ایسا سن رکھا ہو گا یا "خمیس" اور "قرۃ العیون" جیسی ہی کسی گری پڑی کتاب میں پڑھ رکھا ہو گا۔ بہرحال آپ کی اطلاع کے لیے ذیل میں وہ روایت پیش خدمت ہے جسے عموماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب کی طہارت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے:

عَنْ اُمِّ اَیْمَنَ قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّیْلِ اِلٰی فَخَّارَۃٍ فِیْ جَانِبِ الْبَیْتِ فَبَالَ فِیْھَا فَقُمْتُ مِنَ اللَّیْلِ وَاَنَا عَطْشَانَۃٌ فَشَرِبْتُ مَا فِیْھَا وَاَنَا لَا اَشْعُرُ فَلَمَّا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أُمَّ أَيْمَنَ قُومِي فَأَهْرِيقِي مَا فِي تِلْكَ الْفَخَّارَةِ قُلْتُ قَدْ وَاللهِ شَرِبْتُ مَا فِيهَا قَالَتْ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا وَاللهِ ...... بَطْنُكِ أَبَدًا"

اس روایت کو شیخ یوسف اسماعیل النبہانی نے الانوار المحمدیۃ من المواہب اللدنیۃ[۸۳] میں نقل کیا ہے لیکن خود اس کے الفاظ کی رکاکت اس کے باطل ہونے کے لیے کافی ہے پھر اس میں ام ایمن کا بالقصد نہیں بلکہ لاعلمی کی حالت میں فخارہ سے بول نبوی[ؐ] نوش فرمانا مذکور ہے۔ افسوس کہ ہمیں اس روایت کا مکمل طریق اسناد بھی نہ مل سکا؛ الخ۔ بہر حال اس روایت کو نقل کرنے کے بعد شیخ نبہانی نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے، فرماتے ہیں:

"ان احادیث میں آں صلی اللہ علیہ وسلم کے خون و پیشاب کی طہارت کی دلیل موجود ہے۔ شیخ الاسلام ابن حجر (مکی حنفی مرحوم) کا قول ہے کہ آں صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت کے دلائل بکثرت موجود ہیں۔ خصائص آں صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ بات متعدد آئمہ سے منقول ہے۔ امام نووی[ؒ] نے قاضی حسین[ؒ] سے نقل فرمایا ہے کہ ان تمام چیزوں (فضلات نبوی[ؐ]) کی طہارت قطعی طور پر صحیح ہے۔ اسی وجہ سے (امام) ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آں صلی اللہ علیہ وسلم بیشتر حالت میں بیٹھ کر ہی پیشاب فرمایا کرتے تھے مگر آپ[ؐ] نے بیان جواز کے لیے کھڑے ہو کر بھی پیشاب فرمایا ہے۔ جیسا کہ عینی (حنفی مرحوم) نے بیان کیا ہے"[۸۴]

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق مشتبہ دونوں حکایتوں کے جوابات الحمد للہ تمام ہوئے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

فقط السلام

غازی عزیر

۲۸/ ۶/ ۱۴۰۹ھ

۸۳۔ الانوار المحمدیۃ من المواہب اللدنیۃ للنبہانی ج ۱ ص ۲۲۰

۸۴۔ ایضاً ص ۲۱۹-۲۲۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ